

میر انیس کی مرثیہ نگاری

مختصر سوافح:

میر بعلیٰ انیسؒ (۱۸۰۲ء ۱۲۱۶ھ) میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ جب آصف الدولہ نے لکھنؤ آباد کیا تو انیسؒ بھی لکھنؤ چلے آئے۔ انیسؒ کے والد میر خلیق مرثیہ گوئی میں نام کماچکے تھے اور ان کے دادا میر حسن نے مرثیوں کے علاوہ اپنی شہرہ آفاق مشنوی ”سحر البيان“ کے ذریعہ خوب شہرت حاصل کی تھی۔ گوا انیسؒ کو شاعری و راثت میں ملی تھی۔ انیسؒ کے زمانے میں لکھنؤ یسے بھی مرثیہ گوئی کا گھوارہ تھا۔ چونکہ نواب اودھ اور اہل لکھنؤ عقیدے کے اعتبار سے شیعہ تھے۔ بہرحال انیسؒ نے اپنے والد کی جگہ لی اور مجلسوں میں پڑھنا شروع کیا۔ جب لکھنؤ کی سلطنت کا شیرازہ گھرنے لگا تو انیسؒ کا لکھنؤ میں انتقال ہوا۔

انیس و دبیر

انیسؒ کے عہد میں ایک اور مشہور مرثیہ نگار دبیر گذرے ہیں جو میر صمیرؒ کے شاگرد تھے۔ ان دونوں میں برابر معاصرانہ چشمک چلتی رہتی تھی اور ایک دوسرے کے مقابلے میں ایک سے ایک مرثیے کہے جاتے تھے۔ ٹیلی نے اپنی کتاب ”موازنہ انیس و دبیر“ میں ان دونوں کی مرثیہ نگاری کا مقابلہ کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انیسؒ کا کلام دبیر کے کلام پر فوقيت رکھتی ہے۔ بہرحال یہ فیصلہ کرنا بھی بہت مشکل ہے کہ دونوں میں کون بہتر مرثیہ نگار ہے، کیونکہ دبیر کے کلام میں اگر شان و شوکت اور روز بیان ہے۔ تو انیسؒ کے کلام میں فصاحت و بلاغت ہے۔ دبیر کے یہاں اگر تشبیہات و استعارات اور صنعتوں کا کثرت سے استعمال ہے تو انیسؒ کے یہاں بہترین جذبات نگاری ہے۔ مختصر ایسی کہا جاسکتا ہے، ان دونوں کے وفات کے بعد مجموعی طور پر چونکہ وہی شاعرانہ خصوصیات قابل تعریف قرار دی گئیں جو انیسؒ کے یہاں کثرت سے موجود ہیں اس لیے انیسؒ کو دبیر پر ہڑوڑی برتری حاصل ہوئی۔

انیس کے مراثی:

انیسؒ کی مرثیہ نگاری کو اپنے زمانے میں اور اس کے بعد بھی بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کے کلام کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی فصاحت ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ زبان جو اس عہد کی معیاری زبان تھی۔ انیسؒ کے گھر کی زبان تھی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ الفاظ انیسؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کھڑے رہتے ہیں۔ وہ جس لفظ کو جہاں چاہئے استعمال کرتے ہیں اور وہ اس طرح چسپاں ہو جاتا ہے جیسے اسی موقع کے لئے بناتا۔ اسی لئے وہ ایک ہی مضمون کو سینکڑوں طرح سے بیان کرتے ہیں اور کامیاب ہیں۔ انیسؒ کو واقعہ نگاری اور منظر کشی میں یہ طویلی حاصل ہے۔ خواہ ان کی فطرت کے مناظر کا بیان کرنا ہو یا انسانی جذبات کی تصویر کشی کرنی ہو وہ ہمیشہ واقعیت اور اصلاحیت کو مدد نظر رکھتے ہیں اور بالکل

خلاف عقل بات بیان نہیں کرتے۔ وہ الفاظ سے ایسی تصور یقینی کر رکھ دیتے ہیں کہ مصور بھی دنگ رہ جائے۔ میرا نیس نے مختلف عمر اور طبقے کے لوگوں کے دلی جذبات کی عکاسی کی ہے اور حفظ مراتب کا پورا خیال رکھا ہے۔ مرثیے کے چہرے میں انہوں صبح اور شام کا جو منظر پیش کیا ہے وہ بھی تصنیع اور بناؤٹ پر نہیں اصلیت پر مبنی ہے۔ نیس نے اردو شاعری کا دامن بہت وسیع کیا ہے۔ مجموعی طور پر بندش کی چستی، الفاظ کی خوبی، ترکیب کی دلاؤیزی، برجستگی، سلاست اور جذبات نگاری مراٹی نیس کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

—ڈاکٹر زرنگار یاسمین

